اسلامی نظام معیشت

جسٹس ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری

(گزشتہ قسط بیع الغرر سے پیوستہ)

خراج:

جن ممالک پر قبضہ ہوا اور اسلامی حاکم نے وہ زمینیں کفار ہی کے قبضے میں باقی رہنے دیں یا جو زمینیں صلح سے فتح ہوئیں، خراجی کہلاتی ہیں۔اور حاکم اسلام کی طرف سے جو ٹیکس ان زمینوں پر عائد ہوتا ہے "خراج" کہلاتا ہے۔(۱)

امام ابو یوسف فرماتے ہیں دراصل "خراج فئ" کی ہی ایک صورت ہے۔

اس طرح خراج پر قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال درست ہوگا:۔

مآافآء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل کی لایکون دولۃ بین الاغنیآء منکم (الحشر:۷)

ترجمہ: جو مال لوٹا دیا اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر بستیوں والوں (کفار) سے تو وہ اللہ کے لئے اور رسول ﷺ کے لئے اور قرابت داروں کے لئے، یتیموں کے لئے محتاجوں اور مسافروں کے لئے، تاکہ وہ تم میں سے دولت مندوں کے درمیان ہی گھومتا نہ رہ جائے۔

اس آیت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام میں ارتکاز دولت کو کتنا معیوب سمجھا گیا ہے اور اس کے گردش میں لانے کو کتنا ضروری قرار دیا گیا، دولۃ بین الاغنیاء صرف چند مالدار لوگوں کے درمیان مال کی گردش کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اگر آپ غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ ہمارے یہاں غیر فطری اور نامناسب معاشی اونچ نیچ کا اصل سبب یہی دولۃ بین الاغنیاء ہے۔

۶۔ جزیہ

اھل کتاب اور مشرکین عجم اگر مغلوب ہو کر اسلامی اقتدار کو تسلیم کرلیں تو اسلامی حکومت ان کی جان ومال عزت وآبرو کی محافظ ہوجاتی ہے اور اس سلسلہ میں ان سے کچھ ٹیکس لیتی ہے۔اس کو جزیہ کہتے

ہیں۔سورۃ توبہ میں جزیہ لینے کا حکم موجود ہے۔۲

۷۔صدقات نافلہ

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ''کفالت عامہ'' کے لئے اسلام کا نظام ''زکوۃ'' ناکافی ہے مگر اس حقیقت کو یکسر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔کہ اسلام نے زکوۃ کے علاوہ بھی کچھ مالی واجبات رکھے ہیں،اگرچہ ان میں سے اکثر اختیاری ہیں،مگر بعض لازمی ہیں،یا بعض حالات میں لازمی بن جاتے ہیں۔قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے۔

وفی اموالھم حق للسآئل والمحروم(الزاریات:۱۹)

ترجمہ:اوران کے مالوں میں مانگنے والوں اور تنگ دستوں کا حق ہے۔

حق اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی کے ذمہ واجب ہو،اور کفالت عامہ،من حیث القوم مسلمانوں پر واجب ہے۔اس کی تائید حضور اکرم ﷺ کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ:۔

۱۔''**ان فی المال حقاسوی الزکاۃ**''(۳)

ترجمہ:یقیناً مال پر زکوۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔

اس جملہ کا طرز بتا رہا ہے کہ جس طرح زکوۃ لازمی مد ہے اسی طرح کچھ اور مدات بھی لازمی ہیں۔

وانفقوافی سبیل اللہ ولاتلقوابایدیکم الی التھلکۃ(البقرہ:۹۵)

ترجمہ:اورتم اللہ کی راہ میں خرچ کرواوراپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

گویاانفاق فی سبیل اللہ پوری قوم کی زندگی کا باعث ہے،جب کہ دولت کو جمع کر کے رکھنا قومی خودکشی کے مترادف ہے۔

یآیھاالذین امنواانفقوامن طیبت ماکسبتم(البقرہ:۲۶۷)

ترجمہ:ایمان والواپنی پاک کمائی میں سے خرچ کرو۔

اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ''انفاق''میں یہ شرط بھی ہے کہ وہ جائز کمائی میں سے کیا گیا ہو،سود،رشوت،ناجائز روزی کے مال اور دوسری ناجائز کمائیوں سے صدقہ اللہ کے یہاں قبول نہ ہوگا۔

کفارات

کفارہ سے مرادوہ مالی تاوان ہے جو بعض جرائم کی سزا کے طور پر شرعاً عائد ہوتا ہے، مثلاً کوئی شخص قصداً فرض روزہ توڑ دے تو اس پر کفارہ ہے، یعنی یا تو ایک غلام آزاد کرے اگر ایسا نہ کر سکے تو دو ماہ کے پے در پے روزے رکھے، یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

مناسک حج میں بعض غلطیاں ایسی ہیں جن پر کفارہ ہے، بیوی سے ظہار کی صورت میں کفارہ ہے، قسم توڑنے کا کفارہ ہے، قتل خطاء میں کفارہ ہے۔ یہ تمام وہ مالی جرمانے ہیں جن کی ادائیگی لازم ہے اور یہ معاشرہ کے تہی دست افراد کی اعانت ومدد کے لئے ہیں۔ (۴)

۹۔صدقہ الفطر

ہر صاحب نصاب مسلمان، آزاد عاقل وبالغ پر اپنی طرف سے اور اپنے بچوں کی طرف سے اور اپنے خدام مرد وعورت کی طرف سے صدقہ فطر نکالنا واجب ہے۔ یہ رمضان المبارک کے اختتام پر واجب ہے، اور افضل یہ ہے کہ نماز عید سے پہلے ادا کر دیا جائے اس کی مقدار فی کس نصف صاع (دوکلو) گیہوں یا اس کا آٹا ہے یا اس کی قیمت ادا کر دی جائے۔ (۵)

اضحیہ

یعنی قربانی، جو دنیا بھر کے صاحب نصاب مسلمانوں پر اپنی شرائط کے ساتھ عید قربان کے دن واجب ہے، اس کا گوشت اگر منظم طریقہ پر تقسیم کیا جائے تو بہت سے غریب لوگوں کی مدد ہو جائے، اور کھالیں رفاہ عامہ کے متعدد اداروں کی مدد کے لئے استعمال کی جا سکتی ہیں۔ بلکہ بالفعل استعمال ہو رہی ہیں۔ اس سے لوگوں میں جانوروں کی پرورش کی ترغیب ہوتی ہے اور بہت سے غریب گھرانوں کا مستقل یہ پیشہ ہے کہ وہ قربانی کے لئے جانور پالتے ہیں اور ان کو بیچ کر سال بھر کی اپنی روزی کماتے ہیں۔ اگر حکومت کو گوشت اور چرم قربانی دی جائے تو حکومت ان اشیاء کو ان کے متعینہ مصارف پر صرف کر سکتی ہے۔

ہدی

اس سے مراد وہ جانور ہیں جو حجاج کرام ایام حج میں قربانی کے لئے کافی تعداد میں منیٰ کی سرزمین

پر لاتے ہیں اور قربان کرتے ہیں، اگر ان کے گوشت کو محفوظ کر لیا جائے تو غریبوں کی خوراک کا انتظام ہو سکتا ہے اور ان جانوروں کی کھال اور پشم بھی استعمال میں لائی جا سکتی ہے۔

غنائم

غنیمت وہ مال ہے جو حالت جنگ میں مخالف فوج سے زبردستی چھینا جائے اور مال کا پانچواں حصہ حکومت کا ہے۔ دور جدید میں دشمن سے حاصل ہونے والے آلات حرب، اگر افراد کو نہ دیئے جائیں بلکہ حکومت کے پاس محفوظ رہیں اور فوج ان کو استعمال کرے تو شرعاً اس کی گنجائش نکل سکتی ہے ۔ ایک تو ضرورت شرعیہ اور دوسرے دفع ضرر، تیسرے اھون البلیتین کا قاعدہ اس کے جواز کی دلیل ہے۔

۱۳۔ فئی

اگر غیر مسلم مسلمانوں سے جنگ کئے بغیر ہتھیار ڈال دیں تو ان کے اموال بجائے مال غنیمت کے فئی کہلاتے ہیں۔ اس کا حکم غنیمت سے مختلف ہے، کیونکہ یہ اموال بیت المال میں داخل ہوتے ہیں، مجاہدین میں تقسیم نہیں ہوتے کیونکہ انہوں نے ان کے لئے محنت نہیں کی۔ قرآن مجید میں ہے:۔

ومآافآء اللـه علی رسوله منهم فمآاوجفتم علیه من خیل ولا رکاب ولکن الله یسلط رسله علی من یشآء والله علی کل شئی قدیر (الحشر ۶)

ترجمہ: جو مال اللہ نے ان سے اپنے رسول ﷺ کو دلوایا تو تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ ، لیکن اللہ جس پر چاہتا ہے اپنے رسولوں کو غالب کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مگر افسوس کہ اب مسلمانوں سے جہاد کی اسپرٹ ختم ہوگئی تو مال غنیمت یا فئی کی مدات ختم ہو گئیں، اب تو پوری ملت اسلامیہ غیر مسلمانوں کے لئے لقمہ تر بنی ہوئی ہے۔

۱۴۔ خمس

مال غنیمت کو تقسیم کرنے سے پہلے پانچواں حصہ بیت المال کے لئے دینا ضروری ہے، اس کو "خمس" کہتے ہیں۔

واعلـمـوا انـمـا غـنـمـتـم مـن شـئـی فـان لـلـه خمسه وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل (الانفال:۴۱)

ترجمہ: اچھی طرح سمجھ لو کہ جو کچھ مال غنیمت تم کو ملے اس میں سے پانچواں حصہ اللہ رسول ﷺ قرابت داروں، یتیموں اور محتاجوں کے لئے ہے۔

۱۵۔رکاز

کانوں سے جو معدنیات برآمد ہوتی ہیں ان کو "رکاز" کہا جاتا ہے۔(۶)۔اس میں بھی خمس ہے۔حضور اکرم ﷺ سے مروی ہے۔

"وفی الرکاز الخمس"(۷)

ترجمہ: رکاز میں خمس ہے۔

۱۶۔ضرائب

جنگ یا قحط سالی کے موقعہ پر یا عوام کی بے روزگاری، بدحالی کو ختم کرنے کے لئے جو ٹیکس لگائے جاتے ہیں ان کو "ضرائب" کہتے ہیں۔ابن حزم نے "المحلی" میں لکھا ہے کہ اگر بیت المال میں جمع شدہ رقوم عوام کی معاشی ضروریات کو پورا نہ کرسکیں تو خلیفہ "ثروت" پر مزید ٹیکس لگا سکتا ہے۔اور اصحاب ثروت کو ان ٹیکسوں کی ادائیگی پر مجبور کرسکتا ہے۔(۸)

"ویجبرھم السلطان علی ذالک"(۹)

ترجمہ: اور بادشاہ ان کو اس (ٹیکس) پر مجبور کرے گا۔

فات ذاالقربی حقه والمسکین وابن السبیل (الروم ۳۸)

وہ کہتے ہیں "**وات ذاالقربی حقه والمسکین وابن السبیل** بنی اسرائیل ۲۶"

اس کی دلیل ہے۔اس سلسلہ میں اور آثار کے علاوہ یہ اثر ابن عمر ہے۔

"عن ابن عمر انه قال فی مالک حق سوی الزکاة"(۱۰)

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ تیرے مال میں زکوۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔

۱۷۔کراء الارض

امام یا خلیفہ حکومت کی زمینوں کو کاشت کے لئے لوگوں کو دیتا ہے اور ان زمینوں سے کرایہ وصول کرتا ہے جو بیت المال میں جمع ہوتا ہے، ان زمینوں سے نہ تو عشر وصول کیا جاتا ہے اور نہ ہی خراج، یہ

زمینیں یا تو لاوارث ہوتی ہیں یا مفتوحہ علاقوں میں ہوتی ہیں ان کو ارض المملکت یا ارض الحوزہ کہا جاتا ہے۔(۱۱)

۱۸۔محصول (عشور)

ایرانی اور رومی مسلمان تاجروں سے جو ان کی سرحد میں داخل ہوتے تھے محصول لیا کرتے تھے۔لیکن جب غیر مسلم اسلامی ممالک میں آتے تو ہر قسم کے ٹیکس سے بری تھے۔جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے حکم دیا کہ تم بھی اموال تجارت پر اسی قسم کا ٹیکس لیا کرو تاہم یہ رعایت رکھی گئی کہ ہر تاجر سے سال میں ایک ہی مرتبہ ٹیکس لیا جاتا تھا پھر خواہ کتنی ہی مرتبہ آمد ورفت کیوں نہ ہو ٹیکس نہیں لیا جاتا تھا اس میں مسلم غیر مسلم ذمی وغیرہ کی کوئی تمیز نہ تھی۔تاہم ٹیکس کی مقدار میں فرق رکھا گیا تھا اور وہ اس طرح کہ مسلمان کے مال سے چالیسواں ذمی سے بیسواں اور حربی سے دسواں حصہ لیا جاتا تھا۔اس محصول کا اصطلاحی نام ''عشور'' ہے۔

وقف

جو اشیاء منقولہ یا غیر منقولہ ذاتی ملکیت سے نکال کر ''فی سبیل اللہ'' دے دی جائیں تو وہ وقف کہلاتی ہیں اگر یہ اشیاء بیت المال کو دی جائیں تو بیت المال کا حق ہے۔

لقطہ

یعنی وہ مال جس کے مالک کا پتہ نہ چل سکے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: لقطہ حلال نہیں لہذا جو کوئی کسی چیز کو اٹھالے اسے چاہئے کہ ایک سال تک اس کی تشہیر کرے اگر اس کا مالک آجائے تو یہ مال اس کے حوالہ کر دے اور اگر نہ آئے تو اس کو صدقہ کر دے۔(۱۲)

اگر چیز کا اٹھانے والا غریب ہے تو خود استعمال کر سکتا ہے اور اگر مالدار ہے تو اس کے بارے میں فقہاء کی مختلف آراء ہیں۔امام اوزاعی فرماتے ہیں اگر مال کثیر ہو تو بیت المال میں جمع کیا جائے گا۔(۱۳)

ڈاک خانوں یا بینکوں میں بہت سے رقوم ایسی ہوتی ہیں جن کے مالک لاپتہ ہو گئے ہیں۔اس طرح اور املاک کا معاملہ بھی ہے جن کے مالک لاپتہ ہیں اور وارث بھی نہیں ایسے اموال کے بارے میں ابن تیمیہ کی رائے یہ ہے کہ انہیں بیت المال میں داخل کر لیا جائے۔(۱۴)

۲۲۔جانوروں کی زکوۃ

جو جانور نسل کشی کے لئے ہوں اوران کی پرورش زیادہ تر قدرتی چراگاہوں پر ہوتی ہے یعنی چارہ خرید کران کی پرورش نہ کی گئی ہو ان پر بھی زکوۃ ہے ان پر زکوۃ کی تفصیلات کتب فقہ میں ہیں۔

مذکورہ بالا معروضات اسلام کے اقتصادی نظام میں سے چند اصولی باتیں ہیں جو حضور ختم المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش فرمایا مگر یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہئے کہ اسلام کا کل معاشی نظام یہی ہے یہ تو چند اصولی باتیں ہیں یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہماری درسگاہوں میں اسلامی نظام معیشت کونہیں پڑھایا گیا بلکہ ایسے نظام ہائے معیشت پڑھائے جاتے رہے جو دین واخلاق کے امتزاج سے عاری تھے لہذا پوری قوم میں اس فکر کا پختہ ہونا فطری ہے کہ اقتصادیات کا دین سے کوئی ربط نہیں یہ مسلمانوں کا فکری فقر وافلاس ہے کہ اقتصادی نظام کی اصطلاحات میں بھی دوسروں کے محتاج ہیں کاش ایسا ہوسکے کہ مسلم معاشیین اسلامی معاشیات کواس طرح مرتب کرلیں کہ اجنبی نظاموں اوران کی اصطلاحوں سے ہمیں نجات مل جائے۔

اسلام کا عادلانہ نظام ٹیکس

اسلام کا نظام مالیات معتدل اور عادلانہ نظام ٹیکس پیش کرتا ہے۔اس نے اپنی آمد پر جن علاقوں کو فتح کیا ان میں سے نہ صرف مروجہ ظالمانہ ٹیکس کو ایک جنبش قلم سے محو کردیا بلکہ ایک عادلانہ نظام ٹیکس مروج کیا۔اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل نظائر قابل توجہ ہیں:۔

ا۔حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ شام سے واپس آرہے تھے راہ میں دیکھا کہ کچھ آدمی کھڑے ہیں حضرت عمرؓ کے دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ جزیہ ادانہ کرنے کی بناء پر انہیں سزادی جارہی ہے۔پتہ چلا کہ وہ لوگ ادائیگی کے قابل نہیں تھے۔آپ نے اپنے عاملوں کو سختی سے اس ظالمانہ روش پر ڈانٹا اور فرمایا۔

"دعوهم لاتكلفوهم مالايطيقون' فانى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لاتعذبوا الناس فان الذين يعذبون الناس فى الدنيا يعذبهم الله يوم القيمة وامربهم فخلى سبيلهم' الخ(۱۵)

ترجمہ:ان کو چھوڑ دواوران کی طاقت سے زیادہ ان کو تکلیف نہ دو اس لئے کہ میں نے رسول

اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ لوگوں کوعذاب میں نہ ڈالواس لئے کہ جولوگ دنیا میں انسانوں کوعذاب میں مبتلا کرتے ہیں اللہ تعالی قیامت کے دن ان کوعذاب میں مبتلا کرے گا پھر حکم دیکران کوعذاب سے نجات دلائی۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ وصیت مشہور ہے:۔

"اوصی الخلیفۃ من بعدی باھل الذمۃ خیرا ان یوفی لھم بعھدھم وان یقاتل من ورائھم وان لایکلفوا فوق طاقتھم الخ.(۱۶)

ترجمہ: میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کووصیت کرتا ہوں کہ وہ ذمیوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے ٗاوران کے عہد کوپورا کرےٗان کی حفاظت میں ان کے دشمنوں سے جنگ کرے اور (ادائے خراج) میں ان کی طاقت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالے۔

"عن عبدالرحمن بن جبیر نصیر اخذناعن ابیہ ان عمربن الخطاب اتی بمال کثیر قال ابوعداحسبہ قال من الجزیۃ فقال انی لاظنکم قداھلکھم الناس ٗقالوا لاواللہ مااخذنا الاعفوا صفوا ٗقال بلاسوط ولانوط قالوانعم ٗقال الحمداللہ الذی لم یجعل ذالک علی یدی ولافی سلطانی(۱۷)

ترجمہ: "حضرت عبدالرحمٰن جبیر بن نصیر راوی ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس جزیہ کا بہت سامال پیش کیا گیا ٗحضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے یہ خیال آرہا ہے لوگوں کو برباد کرکے یہ جمع کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بخدا ایسا نہیں ہوا ہم نے ان کی حاجات سے فاضل مال میں سے راضی خوشی ان سے وصول کیا ہے۔ دریافت فرمایا بغیر مار پیٹ اور باندھ کرلٹکانے جیسی تکالیف کے؟ سب نے عرض کیا بیشک بغیر ایذا دیئے ٗتب حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا۔ اس خدا کا بے غایت شکر ہے جس نے میرے ہاتھ سے ایسے کام نہیں کروائے اور نہ میرے زمانہ خلافت میں اس قسم کے مظالم ہو سکے۔"

ایک مرتبہ سعید بن عامر والی شام نے خراج بھیجنے میں تاخیر کی جب وہ دربار خلافت میں آئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے سخت بازپرس کی سعید بن عامر نے جواب دیا کہ آپ نے دو حکم دیئے تھےٗ میں ان دونوں پر عامل ہوں ایک یہ کہ کاشتکاروں پر فی جریب چار دینار سے زیادہ لگان نہ لگائیں اور دوسرے یہ کہ اداء لگان میں نرمی سے کام لوں سو میں اسوقت تک لگان نہیں لگاتا جب تک ان کی خوب آمدنی نہیں ہوجاتی ٗحضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے سن کر فرمایا یہی چاہئے اب میں تجھ کو کبھی

معزول نہیں کرونگا۔

قال امرتناان لانزیدالفلاحین علی اربعة دنانیر فلسنانزیدھم علی ذالک ولکن نوخرھم الی غداتھم فقال عمر لااعزلتک ماحییت (۱۸)

ترجمہ: سعیدؓ نے کہا آپ نے ہم کو حکم دے رکھا ہے کہ کاشتکاروں پر چار دینار سے زیادہ لگان نہ لگائیں، سو ہم اس کے پوری طرح پابند ہیں اور ہم ان سے وصولی میں ان کی آمدنی تک تاخیر کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ تجھ کو زندگی بھر معزول نہیں کرونگا۔ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے والی کوفہ کو مفصل نامہ تحریر فرمایا تھا جس میں درج تھا:۔

"ولاالعامر الاوظیفة" فی رفیق وتسکین لاھل الارض الخ۔

ترجمہ: اور آباد زمینوں پر مقررہ خراج سے ہرگز زیادہ نہ لو۔ اور جو بھی وصول کرو اہل زمین سے نرمی اور دل جوئی کے ساتھ وصول کرو۔

اور امام ابو یوسف ان ہی روایات کے پیش نظر عباسی خلیفہ ہارون الرشید کو وصیت کرتے ہوئے۔ ارشاد فرماتے ہیں۔

ولایضربن رجل فی دارھم خراج ولایقال علی رجله فانه بلغنی انھم یقیمون اھل الخراج فی الشمس ویضربونھم الضرب الشدیدویطلقون ھم علیھم الجرارویقیدونھم بمایمنعھم من الصلواة وھذا عظیم عندالله شفیع فی الاسلام الخ"(۱۹)

اے ہارون! کسی شخص کو بھی لگان (خراج) کے سلسلہ میں زدوکوب نہ کیا جائے اور نہ ایک پیر پر کھڑا رکھا جائے۔ یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بعض وصول کنندہ اس قسم کی ذلیل حرکتیں کرتے ہیں کہ اہل خراج کو دھوپ میں کھڑا کرتے ہیں۔ اور ان کو سخت مار پیٹ کرتے ہیں۔ اور ان کی گردنوں میں گھڑے لٹکاتے ہیں۔ اور ان کو قید کرتے ہیں کہ وہ نماز بھی نہ پڑھ سکیں۔ حالانکہ یہ تمام باتیں اللہ کے نزدیک بہت بڑا جرم ہیں اور اسلام ان حرکتوں کو بدترین سمجھتا ہے۔

اور آگے ارشاد فرماتے ہیں۔

ان العدل، وانصاف المظلوم وتجنب الظلم مع مافی ذالک من الاجریزیدبه الخراج

وتکثربه عمارة البلاد والبرکة مع العدل تکون وهی تفقد مع الجور والخراج الماخوذ مع الجور تنقص البلاد به وتخرب الخ (۲۰)

ترجمہ: واضح رہے کہ عدل اور مظلوم کے ساتھ انصاف اور ظلم سے پرہیز ان باتوں میں جو کچھ اجروثواب ہے وہ تو ظاہر ہے اور اس کے علاوہ یہ فائدہ ہے کہ اس سے خراج بڑھتا ہے اور اس سے شہروں کی آبادی بڑھتی ہے اور انصاف سے برکت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور ظلم سے برکت مٹ جاتی ہے اور جو لگان (خراج) ظلم سے حاصل ہوتا ہے اس سے شہر اجڑ جاتے ہیں اور ملکوں میں تباہی اور خرابی آتی ہے۔

اس لئے امام ابو یوسف ہارون الرشید کو ذمی کاشتکاروں سے وصول خراج (لگان) سے متعلق احکام بتاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وامرکم ان لاتاخذ القاربین فی الخراج الاوزن تبعة لیس فیها تبرو لااجور الضاربین ولااذابة الفضه ولاهدیة النیروزو المهرجان ولاثمن الصحف ولااجور الفتوح ولااجور البیوت ولادراهم النکاح الخ (۲۱)

ترجمہ: ہارون! میں تجھ کو حکم دیتا ہوں کہ خراج میں وزن تبعہ (درہم و دینار کی ایک خاص قسم جو عام طور پر رائج تھی) کے علاوہ نہ لینا کہ اس وزن میں خالص سونے کے پتر داخل نہیں ہیں۔ اور سکہ ڈھالنے والوں کی اجرت بھی نہ لینا' اور نہ چاندی پگھلانے کی اجرت لینا اور نہ نوروز اور مہرجان کے ہدایا (بھینٹ) لینا' اور نہ رسید کی لکھائی کی اجرت اور نہ نہر کے پانی کی اجرت اور نہ مکانوں کی اجرت (مکان ٹیکس) اور نہ ہی نکاح کا ٹیکس لینا۔

لایوخذ اهل الخراج برزق عامل ولااجر مدی ولااختفان ولانزلة ولاحمولة طعام السلطان ولایدعی علیهم بنفیصة فتوخذ منهم ولایوخذ منهم ثمن صحف ولاقراطیس ولااجور الفتوح ولااجور الکیالین ولاامومة ولاحد علیهم فی شئی من ذالک ولاقسه ولانائبة سوی الذی وصفنا من المقاسمة الخ" (۲۲)

اور اہل خراج سے نہ تحصیل دار کی تنخواہ مجرا کی جائے اور نہ تولنے اور ناپنے کی اجرت لی جائے اور نہ کٹائی کی اور نہ خلیفہ کے لئے مہمان نوازی کے سلسلہ میں کوئی بار ڈالا جائے' اور نہ یہ بہانہ بنا کر اور الزام لگا کر انہوں نے پیداوار میں سے چرالیا ہے ان سے مزید لیا جائے۔ اور نہ رسید اور رجسٹر کی

اجرت لی جائے اور نہ نہروں کے پانی کی اور نہ تولنے والوں کی اور نہ اس قسم کا کوئی اور بوجھ ان پرڈالا جائے اور بٹائی کے اس حصہ کے علاوہ جو ہم نے بیان کر دیا ہے نہ کسی اور قسم کا حصہ لیا جائے اور نہ حادثہ کا تاوان ان پر ڈالا جائے۔

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی نے گورنر کوفہ عبدالحمید کو اس سلسلہ میں جو فرمان بھیجا تھا اس میں یہ احکام درج تھے جو کتاب الخراج سے نقل کئے گئے ہیں۔۲۳

امام ابو یوسف نے اہل خراج پر عمال کی بے عنوانیوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی تنبیہ کی تھی کہ رشوت اور بھینٹ کی ظالمانہ رسوم کا کلیتا انسداد ہونا چاہئے۔

تحریر فرماتے ہیں:۔

انـمـامـذهبهـم اخـذ شي من الخراج كان اومن اموال الرعيه ثم انهم ياخذون ذالك فيما يبلغني بالعنف والظلم والتعدى ثم لايزال الوالى ومن معه قدنزل بقرية ياخذ اهلها من نزله بمالايقدرون عليه ولايجب عليهم حتى يكلفوا ذلك (۲۴)

ان عاملوں کا تو یہ مذہب ہے کہ بہر حال لینا چاہئے خواہ وہ مقررہ خراج ہو یا رعیت کا ذاتی مال ومتاع اور مجھے جہاں تک معلوم ہے یہ ہے کہ جبر وظلم اور سختی کرتے ہیں اور لے کر چھوڑتے ہیں' پھر حاکم اور اس کے کارندے اگر کسی گاؤں میں جاتے ہیں تو حق مہمانی کے نام سے وصول کرتے ہیں' حتی کہ ان کی مقدرت سے بھی زیادہ لے لیتے ہیں اور جو حق ان کے ذمہ نہیں ہے اس کو ظلما حق بتا کر لیتے ہیں۔

اس نظام ٹیکس میں غریب رعایا پر کس قدر شفقت اور کرم کیا جاتا ہے اس کا اندازہ حضرت عمرابن العاص رضی اللہ تعالی عنہ کے خط کے اس جملہ سے ہوتا ہے جو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو مظلوم مصری کسانوں کے بارے میں لکھا:۔

''ایک مخلوق جس پر خدا کی مہربانی ہے اور شہد کی مکھیوں کی طرح دوسروں کے لئے مشقت اور محنت کرتی ہے' اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتی۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس مظلوم طبقہ سے وہ تمام ٹیکس ہٹا دیئے جو عیش پرست حکمرانوں نے ان پر لاد رکھے تھے۔ بٹلر کے الفاظ میں ''عرب حکمرانی نے مصریوں کو بھاری ٹیکس سے بہت بڑی نجات لائی۔''

نامور مسلم معیشت دان مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے اسلام کے نظام ٹیکس پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔

''عدل وظلم کی حکومت کے درمیان ہمیشہ سے یہ امتیازی فرق چلا آتا ہے کہ عدل کی حکومت کا نصب العین رعایا اور عوام (پبلک) کی خدمت ہوتا ہے اور اس لئے عادل بادشاہ (حکمران) کا شاہی خزانہ رفاہ عام اور پبلک خدمات اوران کی خوشحالی کے لئے ہوتا ہے۔ اوروہ اپنی ذات پرضروری حاجات سے زیادہ اس میں سے خرچ نہیں کرتا اور نہ عوام کو ٹیکس کی کثرت سے پریشان حال کرتا ہے اس کے برعکس جبر وظلم کی حکومت کا منشاء بادشاہ اور حکومت کا اقتدار ذاتی تعیش اور اس کا استحکام ہوتا ہے اس لئے وہ نہ رعایا کے دکھ درد کی پروا کرتا ہے' اور نہ ان کی راحت وآرام کا خیال کرتا ہے اور اس سلسلہ میں اگر کچھ بھی ہوجاتا ہے تو وہ حکومت کے مفاد ومصالح کے پیش نظر ضمنی ہوتا ہے۔ نیز اس حکومت کی رعایا ہمیشہ ٹیکسوں کے بوجھ سے دبی رہتی ہے اور اس ملک کی اکثریت افلاس' غربت ہی کا شکار رہتی ہے۔ ۲۵

الغرض' اسلام کے نظام مالیات میں ظالمانہ ٹیکسوں کا نہ شرعی جواز ہے نہ وجود اگر ہیں تو صرف عادلانہ اور مصالحانہ ٹیکس ہیں۔.......................(جاری ہے)

حواشی

۱۔ کتاب الخراج' لابی یوسف: ص: ۵۔۷۔۲۵

۲۔ ضیاء الدین الریس: الخراج فی الدولۃ الاسلامیہ: ص ۱۱۱

۳۔ ابن ماجہ السنن' ج ۲' کتاب الزکاۃ' ۶۰

۴۔ فتاوی عالمگیری: جلد ۱' ص ۲۱۵

۵۔ عالمگیری: جلد ۱ ص ۲۱۶

۶۔ ابو یوسف: کتاب الخراج' ص ۲۳

۷۔ صحیح بخاری' ج ۲' کتاب المزارعۃ' باب المساقاۃ

۸۔ ابن حزم' المحلی جلد ۶' ص ۱۵۶' ابن حزم: المحلی' ج ۶' قاھرۃ' ص ۱۵۶

۹۔ حوالہ بالا

۱۰۔ حوالہ بالا' ص ۱۵۸

۱۱۔ابن عابدین :ردالمحتار،ج ۲،ص ۳۵۳
۱۲۔الکاسانی،ابوبکر: بدائع الصنائع، ج۹،ص ۲۰۲
۱۳۔ابن رشد: ہدایۃ المجتہد، جلد۲،ص ۲۰۳
۱۴۔ابن تیمیہ: السیاسۃ الشرعیۃ فی اموال الراعی والرعیۃ،ص ۴۰،۴۱
۱۵۔ابویوسف: کتاب الخراج،صفحہ ۱۲۵۔ابوعبید: کتاب الاموال،صفحہ ۴۳
۱۶۔ابویوسف: کتاب الخراج،صفحہ ۱۲۵۔ابوعبید: کتاب الاموال،صفحہ ۴۴
۱۷۔ابوعبید: کتاب الاموال،صفحہ ۴۴
۱۸۔ابوعبید: کتاب الاموال،صفحہ ۴۴
۱۹۔ابویوسف: کتاب الخراج،صفحہ ۱۰۹
۲۰۔ابویوسف: کتاب الخراج،صفحہ ۱۱۱
۲۱۔ابویوسف: کتاب الخراج،ص ۸۶ ۱ابوعبید کہتے ہیں کہ دراھم نکاح سے وہ ٹیکس مراد ہے جو دیہات میں پیشہ ورعوتوں پر غیر اسلامی حکومتوں میں لگایا گیا۔
۲۲۔ابویوسف: کتاب الخراج،صفحہ ۲۱۹
۲۳۔ابوعبید: (کتاب الاموال،صفحہ ۴۳،۴۴)
۲۴۔ابویوسف: کتاب الخراج،ص ۱۱۶
۲۵۔مولانا حفظ الرحمٰن: قصص القرآن،ج ۳،ناشر قرآن لمٹیڈ اردو بازار لاہور،ص ۳۱۲،۳۱۳

SHARIAH LAWS
(Hudood)

Historical Development with Special Reference to Pakistan
By Prof. Dr. Noor Ahmed Shahtaz

Pages 625 Price Rs. 1,500

Publisher: Sheikh Zaid Islamic Centre
University of Karachi.

☆من اعظم ابواب السعادة دعاء الوالدين فاغتنموا برهما ليكون لك دعاؤهم حصنا حصينا من كل مكروه.☆